Q. No. 2 Part (i) سوال نمبر 2 جز (i) مکتب اور مدارس میں فرق بتائیے۔

مکتب	مدارس
مکتب عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے لکھنے کی جگہ یا میز کرسی مکتب کا لفظ عموماً ابتدائی تعلیم کے لیے مدارس کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جس میں لکھنا کا فن یا مہارت سکھائی جاتی ہے۔ مکتب کے معلم عموماً استاد کے گھر یا مسجد میں قائم کی جاتی ہے۔ مکتب کے استاد کو معلم کہتے ہیں۔	مدارس مدرسہ کی جمع ہے۔ جس کا مطلب ہے درس کی جگہ اور درس کا مطلب ہے۔ پڑھنا یا درس یا سبق پڑھنے والے اور اسے کو مدارس کہتے ہیں مدارس کی ضرورت عموماً مکتب کی تعلیم کے بعد پیش آتی ہے مدارس میں دی جانے والی تعلیم عموماً مسجد سے باہر یا کسی اور جگہ قائم کی جاتی ہے مدارس کے اساتذہ کو مدرس کہتے ہیں۔

Q. No. 2 Part (ii) سوال نمبر 2 جز (ii) سارجنٹ رپورٹ کے کوئی سے پانچ اہم نکات لکھیں؟

برطانوی حکومت نے 1944ء میں ایک تعلیمی کمیٹی قائم کی جس کا مقصد جنگ کے خاتمے کے بعد برصغیر کے لیے تعلیمی پالیسی بنانا تھا۔ اس کمیٹی کے سربراہ جان سارجنٹ تھے اس لیے اس کمیٹی کو سارجنٹ کمیٹی کہا جاتا ہے۔ اس کمیٹی کی سفارشات درج ذیل ہیں۔

i- 6 سال کی عمر تک بچوں کو دی جانے والی تعلیم مفت اور لازمی ہوگی۔

ii- 6 سال کی عمر کے بچوں کو رسائیدہ کے زیر نگرانی میں نرسری کلاسیں کھولنے کا پروگرام بنایا گیا۔

iii- 7 سے گیارہ سال کی عمر کے بچوں کو دی جانے والی تعلیم پرائمری تعلیم کا نام دیا گیا ہے۔

iv- یارہ سے 16 سال کی عمر کے بچوں کو دی جانے والی تعلیم ہائی سکول کی ہے۔

v- استاد کی تربیت کے لیے معقول انتظام اور ملازمت کے قواعد کو بہتر

Q. No. 2 Part (iii) مانیٹوریل سسٹم پر مختصر نوٹ لکھیں؟ سوال نمبر 2 جز (iii)

مسلمانوں کے نظام تعلیم میں مانیٹوریل سسٹم بھی رائج رہا۔ جس میں اپنی پڑھی ہوئی کتابیں چھوٹی جماعت کے طلبہ پڑھائی جاتی تھے اس طرح معلم کو اپنے فرائض انجام دینے میں بھی آسانی ہوتی ہے اور جو طلبہ یہ فرائض انجام دیتا ہے اس میں انتظامی صلاحیت بھی پیدا ہوتی ہے۔ اور نظامت نظم و ضبط کی ذمہ داری بھی طلبہ سر انجام دیتے تھے۔ اس میں جب استاد درس دے چکا ہوتا تھا تو جو کلاس میں سب سے زیادہ ذہین ہوتا تھا وہ اس سبق کو دوبارہ دوہراتا تاکہ جس طلبہ کو بات سمجھ آسکے۔ اس طرح استاد کو معلوم ہو جاتا تھا کہ طلبہ نے سبق کو کس قدر غور سے سمجھا تھا۔ جس طلبہ کو سبق دوہرانے کا شرف حاصل ہوتا تھا اس کو "معید" کہتے ہیں۔

Q. No. 2 Part (iv) درس نظامی کی خصوصیات تحریر کریں؟ سوال نمبر 2 جز (iv)

آج سے تقریباً چار سو سال پہلے درس نظامی کا نظام رائج ہوا تھا۔ لیکن آج بھی یہ کئی ایک خصوصیات کی بنا پر ہمارے بیت سے دینی مدارس اور میں اپنی خصوصیات اور تبدیلیوں اور اضافوں کے باعث قائم ہے۔

درس نظامی کا آغاز ملا نظام الدین سہالوی نے کیا۔ اس کی درج ذیل خصوصیات ہے۔

i۔ فلسفہ اور منطق کی بجائے قرآن مجید کی تعلیم کو کم چیئن حاصل تھی

ii۔ تاریخ اور جغرافیہ جیسے اہم مضامین نصاب میں شامل نہیں تھے۔

iii۔ صرف نحو کے کئی مضامین نصاب میں شامل تھے۔

iv۔ درس نظامی کی ایک خصوصیات یہ ہے کہ قوت مطالعہ قوی ہو جاتا ہے۔

v۔ درس نظامی کے نصاب میں تعلیم کی وسعت کی بجائے فہم و تدبر پر زیادہ

Q. No. 2 Part (v) سوال نمبر 2 جز (v)

قومی تعلیمی پالیسی 1998-2010 کے مطابق تعلیم کے لیے مقرر کردہ مقاصد کی فہرست لکھیے۔

قومی تعلیمی پالیسی میں "وزیر اعظم نواز شریف" کی حکومت برسر اقتدار آئی تو انہوں نے تعلیم اصلاحات کے تجاویز پیش کی تھی اس دور کے وزیر "تعلیم سید غوث علی شاہ" تھے۔ جو جس "1998" میں پالیسی کا آغاز کیا تھا۔ اس کے اہم خدوخال درج ذیل ہیں۔

مقاصد: اسلامک ریجوکیشن: نظریہ پاکستان کے تحت اسلامی نظام رائج کیا گیا۔ جس میں اسلامی تربیت اداروں پر فوکس کیا گیا۔

ریڈمنڈ [illegible] سٹاف ایجوکیشن سوسائٹی اور ایجوکیشن کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جس میں ان اداروں میں اسلامک ایجوکیشن کی تعلیم دی گئی تھی۔

- لازمی تعلیم: اس پالیسی لازمی تعلیم ہر فرد کے لیے یکساں طور فراہم کرنے کا وعدہ کیا گیا۔
- ضابطہ اخلاق: اس پالیسی میں طلبہ اور اساتذہ کی تربیت کے لیے ضابطہ اخلاق پیش کیا گیا۔
- اعلیٰ تعلیم: اعلیٰ تعلیم میں 17 سے 23 سال کی عمر کے بچوں کو اعلیٰ میں داخلہ دیا جائے۔ اور یونیورسٹیاں کے اور دروازے کھولے جائے اور داخلہ میرٹ پر دیے جائے۔

Q. No. 2 Part (vi) سوال نمبر 2 جز (vi)

پہلی تعلیمی کانفرنس 1947 میں قائداعظم کے افتتاحی پیغام کے اہم نکات لکھیں۔

پہلی تعلیمی کانفرنس 1947 میں قائم ہوئی۔ یہ کانفرنس 27 نومبر 1947 سے لے کر دسمبر 1947 کو کراچی میں قائم کی گئی تھی۔ اس کانفرنس میں قائداعظم کے ذاتی طور پر دلچسپی لی لیکن بدقسمتی ناگزیر وجوہات کی بنا پر قائداعظم شرکت کر سکے ان کا پیغام افتتاحی اجلاس میں پڑھ کر سنایا گیا تھا۔ جو درج ذیل ہیں۔

- ہمیں وقت کے حالات کے مطابق ڈھلنا چاہیے۔
- دنیا میں ہونے والی تعلیمی ترقی سے نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔
- تعلیم صرف کتابی نظریاتی علوم کے حصول کا نام نہیں بلکہ عملی سائنس یا فنی علوم کے حصول کا نام ہے۔
- دنیا میں بھی تربیت یافتہ اور ماہر افراد کو آگے تاکہ

Q. No. 2 Part (vii) سوال نمبر 2 جز (vii) **نصلم لسواں میں کی کہ وجوہات لکھیے؟**

ہماری خواتین کی تعلیم کو زیادہ قابل فخر نہیں ہے۔ پاکستان میں خواتین کی شرح خواندگی نہ ہونے کے برابر ہے اس کے درج ذیل وجوہات ہیں۔

• **آبادی میں اضافہ:** آبادی میں تیز رفتار اضافہ ہونے کی وجہ سے ہمارے ملک میں طلبہ کی تعداد کے مطابق تعلیمی اداروں موجود نہیں ہے اگر تعلیمی شرح خواندگی زیادہ ہے تو آبادی کے فیصد لوگ خواتین تعلیمی اداروں میں داخلہ نہیں لے پاتی۔ • **اداروں کی کمی یا دوری:** پاکستان میں اداروں کی کمی کے ساتھ ساتھ زیادہ دوری بھی ہے جس کی وجہ سے والدین اپنی بچیوں کو تعلیم نہیں دلواتے۔ • **مخلوط تعلیم:** مخلوط تعلیم ہمارے والدین کی اقدار و روایات سے مطابقت نہیں رکھتی اس لیے والدین اپنی بچیوں کو تعلیم دلوانے سے گریز کرتے ہیں۔

• **جہالت پسندی:** ہمارا معاشرہ رسموں رواج سے جکڑا ہوا ہے جس کی وجہ سے لوگ اپنی بچیوں کی تعلیم کو درست نہیں سمجھتے بلکہ وقت کا ضیاع تصور کرتے ہیں۔

Q. No. 2 Part (viii) سوال نمبر 2 جز (viii) **قومی تعلیمی پالیسی 1992 میں درج شروع تعلیم کے پروگرام تحریر کریں؟**

اس پالیسی میں تعلیم کے فروغ کے پروگرام جاری کیے گئے ہیں۔ 8 نئے نیشنل لوجی کالجز، سیکنڈری سکول کی تعداد انیس ہزار سے بڑھا کر "48487" کر دی گئی اور کالجز "935" سے بڑھا کر "1935" کر دیے گئے۔ اور یونیورسٹی کی تعداد "23" سے بڑھا کر "1932" کر دی گئی۔ اس میں تعلیم فروغ کے بہت سے پروگرام کیے گئے تھے۔ جس سے طلبہ تعلیم حاصل کر کے خواندگی کا باعث بنے۔ 1992 ~~کے~~ میں بے نظیر بھٹو کی حکومت برسر اقتدار آئی تھی۔ جو بعد میں ~~1996~~ کے انتخابات کے بعد نواز شریف کی حکومت اقتدار میں آ گئی۔ اس دور کے وزیر تعلیم جناب ~~نجم~~ نجم عالم تھے۔

Q. No. 2 Part (ix) سوال نمبر 2 جز (ix) نظم و ضبط سے کیا مراد ہے طلبہ کی کون سی سرگرمیاں تعلیمی اداروں میں نظم و ضبط کے فقدان کی نشاندہی کرتی ہیں

کسی بھی کالج، سکول یا ملک کو کامیابی سے چلانے کے لیے نظم و ضبط بہت لازمی عنصر ہے۔ طلبہ اور اساتذہ کے پاس کئی گھنٹے ہونے کے باوجود کارکردگی روبہ زوال ہے۔ اساتذہ اور طلبہ مختلف گروپوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ اساتذہ خود سیاسی اور مذہبی جماعت کی مداخلت میں گروپوں میں بٹے جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے جھگڑے، عدم برداشت ہونے کی وجہ سے طلبہ میں غیر موزوں حالات پیدا ہوتے ہیں۔ نظم و ضبط کے فقدان کی وجوہات درج ذیل ہیں۔

- والدین کی لاپرواہی یا عدم توجہ
- اساتذہ کا کردار
- سیاسی جماعتوں کا کردار
- تعلیمی انتظامیہ کا کردار

Q. No. 2 Part (x) سوال نمبر 2 جز (x) تعلیم میں سرمایہ کاری سے حاصل ہونے والے ممکنہ فوائد تحریر کریں؟

تعلیم میں سرمایہ کاری سے مراد یہ ہے کہ طلبہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد سرمایہ کا باعث بنتے ہیں لیکن بعض والدین اپنے بچوں کو تعلیم نہیں دلواتے کیونکہ ان کے خیال تعلیم سرمایہ کا باعث نہیں بلکہ اسراف ہے اور وقت کا ضیاع کو برباد کرنے کا باعث ہیں۔ لیکن بعض والدین اپنے بچوں کو تعلیم دلواتے ہیں اور ان کی اچھی تربیت کرتے ہیں۔ اور تعلیم کے حصول کے بعد ایک تو فائدہ یہ ہے کہ بچے غلط نظریے کی تمیز کرنے کے قابل ہو جاتا اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ طلبہ ملازمت کے قابل ہو جاتا ہے۔ اور سرمایہ کاری کا باعث بنتا ہے۔

(Section C)

Q. No. 3 (Page 1) سوال نمبر 3 (صفحہ 1)

امام غزالی کا تعارف پیش کریں نیز امام غزالی کے تجویز کردہ تدریسی طریقے بیان کریں؟

آپ کا نام امام غزالی کے طور پر مشہور ہے آپ ایک مایہ ناز فقیہ اور مفکر تعلیم کی حیثیت سے پورے مغرب میں بڑے عالم کو یا مانتے ہیں۔ آپ کی اکثر کتابوں کی ترجمہ کئی یورپی زبانوں میں ہو چکی تھی۔ آپ کی کتاب کیمیائے سعادت اور احیاء العلوم سے آپ تلامیذ بنوادے ہیں۔

تعلیمی نمودات:

آپ کے خیال میں جو علم انبیاء کو وحی کے ذریعے حاصل ہوتا ہے وہی سچا اور حقیقی علم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کائنات کو تمام کے ذریعے مسخر کرنے کی صلاحیت دی ہے۔ عقائد اور لازم و ملازم ہے۔ جو علم انسان کے فروغ اور مفید ہے وہی سچا ان کو امام غزالی علوم محمودہ کہتے ہیں۔ جن انسانوں کے لیے افعال کا کوئی پہلو موجود ہے امام ان کو علوم موضوعہ کہتے ہیں۔

امام غزالی کے تدریسی طریقے:

امام غزالی کا کہنا ہے کہ جب پر مفکر تعلیم کے نفسیاتی نظریات کا مطالعہ کرتا ہے تو طالب علم کی نفسیات کو مدنظر رکھتا ہے۔ امام غزالی کا کہنا ہے انہوں نے بھی نفسیات کے اصول پیش کیے ہیں۔ جو درج ذیل ہے۔

(Section C)

Q. No. 3 (Page 2) سوال نمبر 3 (صفحہ 2)

بچوں کے رجحانات کے مطابق تعلیم دینا:

امام غزالی کا کہنا ہے کہ استاد کو بچوں کے رجحانات کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ یہ استاد دورانِ تدریس بچوں کے رجحانات، میلانات اور استعداد کو مدنظر رکھے۔

• **تدریس میں تدریج:** امام غزالی تدریس میں تدریج کو ضروری خیال کرتے ہیں۔ وہ تدریج سے مراد درجہ بہ درجہ یا مرحلہ وار لیتا ہے۔ امام غزالی نے اپنی کتاب رحیا العلوم کو بڑی تفصیل سے بیان کیا جو صفحی مفکر کے بیٹن روح ہے۔

• **عمل سے مشروط کرنا:** امام غزالی کا کہنا ہے استاد کو چاہیے کہ وہ علم کے ساتھ مشروط کر کے تعلیم دے یعنی جو پڑھایا جائے اس پر عمل کیا جائے۔

• **سابقہ معلومات سے مرتبط کرنا:** امام غزالی کا کہنا ہے کہ استاد کو تدریس کے دوران سابقہ معلومات کی مدد سے بچوں کو نئی معلومات فراہم کرنے چاہیں پرانی معلومات سے نتائج اخذ کریں۔ ورنہ تعلیم کے خاطر خواہ نتائج مرتب نہیں ہوں گے۔

• **بچوں کے استعداد کے مطابق تعلیم:** امام غزالی نے شدت سے کی ہے کہ طلبہ کی ذہنی استعداد کو مدنظر رکھا جائے تدریس کے دوران ورنہ تعلیم کے مطلوبہ نتائج حاصل نہیں ہوں گے۔

• **استاد اسباق کو آسان بنائیں:**

امام غزالی کا کہنا ہے کہ استاد تدریس کے دوران اسباق کو آسان بنانے کے لئے کہانیاں اور حکایت کی مدد

(Section C)

Q. No. 3 (Page 3) سوال نمبر 3 (صفحہ 3)

تاکہ بچوں کے لیے سبق سمجھنے میں آسانی ہو۔

• اسباق کی تیاری:

امام غزالی کا کہنا ہے کہ استاد کو تیاری کے بغیر اپنے شاگرد سے اشراف نہیں کرنا چاہیے۔ اس لیے استاد کو چاہیے کہ وہ سبق پڑھانے سے پہلے سبق کو اچھی طرح پڑھ لے۔

• معلم اور متعلم کے آداب لکھیں:

معلم اور متعلم کے آداب کو امام غزالی نے تفصیل سے لکھا ہے۔

• آداب معلم:

امام غزالی نے معلم کے لیے نصیحت فرمائی ہے کہ

- اپنے شاگرد کو اپنے بیٹوں اور بیٹیاں کے برابر سمجھے اور ان سے پیار اور محبت سے پیش آئے۔
- اپنے شاگرد کی جہاں تک ممکن ہو نصیحت کرتے رہے۔
- علمی مدد کرنے سے معلم کا وقار کم ہو جاتا ہے۔ اور طلبہ جھوٹ کا سہارا لیتا ہے۔ امام غزالی نے اپنائی ہے کہ نہ حالات میں سزا جھڑکیوں کی حد تک بری سزا کی اجازت دی ہے۔

• آداب متعلم:

امام غزالی نے متعلم کے لیے نصیحت فرمائی ہے کہ

- اپنے علم پر تکبر نہ کریں۔
- استاد کی فرمانبرداری کو اپنا شعار بنائیں۔
- علم حاصل کرنے کے مقام علم میں سے ہیں فنون کی مکمل عبادت حاصل کریں۔
- اپنے نفس کو بری عادات سے بچائے۔

(Section C)

Q. No. 4 (Page 1) سوال نمبر 4 (صفحہ 1)

قومی تعلیمی پالیسی 1979ء پر جامع نوٹ لکھیں؟

1979ء قومی تعلیمی پالیسی میں جنرل ضیاالحق کی حکومت اقتدار آئی ہے۔ انہوں نے حکومت سنبھالتے ہی تعلیم رصلاحات کے بے تحاشہ تجاویز پیش کی اور ان رصلاحات کی روشنی میں یہ پالیسی قیام میں آئی ہے اس دور کے وزیر تعلیم جناب محمد خان جونیجو نے 1979ء یہ پالیسی پیش کی ہے۔

• ابتدائی تعلیم: اس پالیسی میں پرائمری تعلیم لازمی اور مفت کر دی گئی ہے اور تمام لڑکوں کے لئے 1979ء میں اور لڑکیوں کے لئے 1976ء میں داخلہ اور تعلیم مفت کی گئی ہے اور اس میں لڑکیوں کے لئے الگ سکول کا قیام بھی کیا گیا ہے۔

• مساجد سکول: اس میں اخراجات بچانے اور کم وسائل کے باعث اس نے مساجد سکول کھولے گئے جن میں ایک مانیٹر تربیت یافتہ معلم کا تقرر کیا گیا۔

• محلہ سکول: ہمارے ملک میں بہت سی اللہ خواہش ہے جو پڑھی لکھی تو ہے لیکن فی حیادار کی اور دیگر وجوہات کی بنا پر گھر سے باہر کالج کو بند نہیں کرتی جس کی وجہ سے انہوں نے گھر پر ہی بچوں کو قرآن کی تعلیم اور سلائی کڑھائی وغیرہ کا کام شروع کیا ہوا ہے۔ ان اداروں کو بھی حکومت کی طرف سے تنخواہ دی جائے گی۔ تاکہ وہ طلبہ کی تعلیم و تربیت کا فریضہ انجام دے سکیں۔

• دیہی ورکشاپ: اس پالیسی میں دیہی ورکشاپ بھی کھولی گئی ہے تاکہ جو لوگ تعلیم حاصل نہیں کر پائے

(Section C)

Q. No. 4 (Page 2) سوال نمبر 4 (صفحہ 2)

ان کو حصول معاش کے قابل بنایا جائے۔ تاکہ وہ ملک ترقی میں کارآمد بنے۔ اس کے بالغوں کی تعلیم کے لیے دیہی ورکشاپ کھولنے کے تجویز کرتا ہوں گا۔

• خصوصی بچوں کی تعلیم:

ہمارے ملک میں خصوصی بچے یا افراد کی تعداد بہت ہے جو کوئی ذہنی طور پر پسماندگی اور جسمانی کمزوری کا شکار ہیں۔ ان کے لیے سکول لیول کا پروگرام بنایا گیا ہے۔ تاکہ وہ تعلیم حاصل کر کے خود مختاری میں اضافہ کا باعث بنے اور ملک کو ترقی کے دھارے پر گامزن کریں۔

• امتحانات:

اس پالیسی میں پانچویں سے آٹھویں جماعت تک طلبہ کی کارکردگی کی آسان بنیاد امتحان لیا جائے گا۔ اگلی جماعت میں داخل کر لیا جائے گا اور نویں جماعت کے طلبہ کی سالانہ کارکردگی کو امتحان لینے کے بعد درجہ میں منتقل کیا جائے گا۔ اور دسویں اور بارہویں جماعت کی طلبہ کو بورڈ کے سپرد کر دیا جائے گا۔

• ٹیکنیکل ووکیشنل:

اس پالیسی میں طلبہ کے ٹیکنیکل ووکیشنل کے بارے میں بیان کیا گیا ہے۔ ٹیکنیکل کی سلیبس میں ہنر سیکھنے کے لیے آگ کا مخروطی اور سفید تلوار کا استعمال کرنے کی اور دو لیٹا کا کیفی ادارے کی مرضی کے مطابق طے کیا جائے گا۔

(Section C)

Q. No. 4 (Page 3) سوال نمبر 4 (صفحہ 3)

• ذریعہ تعلیم:

اردو کو ذریعہ تعلیم کے طور پر رائج کرنے کے لیے کافی حد تک کام کیا گیا۔ ابتدائی تعلیم علاقائی زبانوں میں دی جاسکتی ہے۔ اور سیکنڈری تعلیم اردو زبان میں دی جائی ہے۔ اعلیٰ تعلیم کو انگریزی کے بجائے اردو میں رائج کیا گیا۔ اور دفتری کاروبار کو بھی انگریزی کو بجائے اردو میں رائج کیا گیا۔ آہستہ آہستہ انگریزی کو بھی اعلیٰ تعلیم میں بھی رائج کیا جائے گا۔ اور انگریزی کو ختم کر دیا جائے گا۔

(Section C)

Q. No. 5 (Page 1) سوال نمبر 5 (صفحہ 1)

تحریک علی گڑھ کے اثرات کا اجمالی جائزہ پیش کریں؟

تحریک علی گڑھ نے مسلمانوں کی زندگی کا کوئی ایسا شعبہ نہ چھوڑا جس کی بہتری اور اصلاح کی اس نے کوشش نہ کی ہو۔ اصلاح معاشرہ اور معاشرت اس کے مقاصد کا تعین کرتے ہیں۔ سرسید نے سیاسی اور مذہبی نظریات سے مسلمانوں کو روشناس کروایا ہے۔ اس کے درج ذیل اثرات ہمیں دیکھنے کو ملتے ہیں۔

جدید سیاسی تعلیم:

سرسید احمد خان مسلمانوں کو مذہبی تعلیم حاصل کرنے کے لیے آمادہ کیا۔ تحریک علی گڑھ کے متاثر ہو کر مسلمانوں نے مذہبی کے ساتھ ساتھ سائنسی تعلیم حاصل کرنی شروع کر دی۔ اور مسلمانوں نے بہت سے تعلیمی ادارے کھولے جس سے تعلیم کی ترویج میں اضافہ ہوا۔ اور طلبہ مسلمان کو بھی ملازمت میں قبول کیا جانے لگا۔ جس سے ہندو مسلمان کی بہت حد تک دیرینہ مشکلات میں کمی ہوئی۔

انگریزوں کے ساتھ مصالحت:

انگریزوں نے 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد مسلمانوں پر تعلیمی مشکلات کا مشکار تھا۔ انگریزوں کی بربادی کے مکمل ذمہ دار تھے۔ انہوں نے جنگ آزادی کی ذمہ داری مسلمانوں کے سر پر کر دی۔ لیکن سرسید احمد خان نے بڑے ٹھنڈے دماغ سے ان کا مقابلہ کیا انہوں نے رسالہ اسباب بغاوت ہند کے نام سے ایک مختصر کتاب لکھی جس میں انہوں نے کہا کہ یہ صرف چند لوگوں کا کیا دھرا ہوا ہنگامہ ہے جو بعض غلط پالیسیوں کی بنا پر رونما ہوا۔ اس

(Section C)

Q. No. 5 (Page 2) سوال نمبر 5 (صفحہ 2)

کہ لوگ مسلمانوں کی جذبہ آزادی
سمجھ رہے ہیں لیکن یہ صرف سرسید نے اس کو بغاوت
اور غدر ہی لکھا ہے۔ سرسید نے جب حرارت کا
مظاہرہ کیا کوئی اور ہمدرد نہیں کر سکتا۔

مسلم اتحاد:

تحریک علی گڑھ نے مسلمانوں کے اتحاد کے
تحفظ کو بہت اہمیت دی ہے اور ان کے مسائل کو
حل کرنے کے لیے ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا۔ اس
طرح میں تحریک انجمن حمایت اسلام کا ہم پلہ
تحریک علی گڑھ کے طلبہ کے دل میں بلا تفریق مذہب
سبھی کے لیے۔ اور قومی خدمت کے جذبے سے معمور
تھے۔

قومی کردار سازی:

تحریک علی گڑھ میں کردار سازی
پر بہت زور دیا گیا ہے۔ اس میں تعلیم کے ساتھ طلبہ
کو زندگی بسر کرنے کے اصول سے روشناس کروایا اور ان
کو میں اخلاقی عادات کا عادی بنایا ہے اور طلبہ کے
کردار میں کو تعلیم کے ذریعے پختہ بنایا گیا ہے۔

محدود دین اسلام:

اس میں سرسید کی تعلیمی کی
شروعات کے دور ان سرسید نے کہا کہ فلسفہ ہمارے دائیں
ہاتھ میں ہے بائیں ہاتھ میں سائنس ہمارے بائیں ہاتھ میں ہے
اور لا الہ الا اللہ کا تاج ہمارے سر پر
ہے۔ اس میں طلبہ کے اندر دینی تعلیمات کی ترویج
کی ہے۔

اردو زبان کا فروغ:

اس میں اردو زبان

(Section C)

Q. No. 5 (Page 3) سوال نمبر 5 (صفحہ 3)

کو بہت اہمیت دی گئی ہے سرسید کا کہنا ہے کہ فارسی زبان کے سرکاری طور پر خاتمے کے بعد اردو کو ذریعہ تعلیم اور رابطے کی زبان کے طور پر رائج کیا ہے۔ سرسید اور ان کی ساتھیوں نے بھی اردو زبان میں مضامین کا تقریر کیا ہے۔

معاشی خوشحالی:

تحریک علی گڑھ کے تحت پورے مسلمانی برصغیر کی کاشتکار تھا۔ لہذا اس میں طلبہ کی تعلیم کی طرف راغب کر دیا اور سرسید احمد خان کی کوششوں کے باعث مسلمانوں کو سرکاری ملازمتوں میں قبول کیا جانے لگے اور اس طرح روزگار کے مواقع حاصل ہونے لگے۔ امیر لوگ کو نسل میں ایک یا دو میں کوئے مقام پر طلبہ کو خوشحالی کی طرف گامزن ہو لیا اور یہ تحریک طلبہ کے لیے خوشحالی کا باعث بنی اور ان کی مشکلات بھی حل ہو گئی۔